تاریخ وسیر

جناب عبد الرشید عراقی

برصغیر پاک وہند میں علمِ حدیث اور علمائے اہلحدیث کی مساعی

شیخ نور الدین احمد آبادی : (م ۱۱۵۵ھ)

آپ کا نام محمد صالح ہے۔ ۱۰۶۴ھ میں احمد آباد گجرات میں پیدا ہوئے۔ ممتاز علمائے وقت سے تحصیلِ تعلیم کے بعد حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ صاحب تصانیفِ کثیرہ ہیں۔

حدیث کی خدمت اور نشر واشاعت میں آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ نور القاری کے نام سے بخاری شریف کی شرح لکھی [۱]

۱۱۵۵ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی [۲]

شیخ محمد افضل سیالکوٹی : (م ۱۱۴۶ھ)

حضرت شیخ محمد افضل سیالکوٹی مخدوم شیخ عبد الاحد کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت امام ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) اور حضرت مرزا مظہر جانجاں شہید (م ۱۱۹۵ھ) کا آپ کے سلسلہ تلمذ میں ہونا آپ کی افضلیت اور اسم با مسمّٰی ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں!

۱۔ سیرۃ البخاری ص ۲۲۹

۲۔ تاریخ اہلحدیث ص ۳۹۷

ترجمہ:

"اور مجھ کو اجازت دی مشکوٰۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل نے شیخ عبدالاحد سے انہوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید سے انہوں نے اپنے دادا شیخ طریقت شیخ احمد سرہندی سے ان کی سند طویل مذکور ہے۔"[1] مولانا سید عبدالحی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں جن بزرگوں نے علم حدیث کی نشرواشاعت کی ہے، ان میں شیخ محمد افضل سیالکوٹی بھی ہیں۔ یہ شیخ عبدالاحد سرہندی بن محمد سعید کے ممتاز شاگردوں میں ہیں۔ انہوں نے فن حدیث کی تحصیل ان سے کی پھر یہ حجاز تشریف لے گئے اور وہاں شیخ سالم مکی بن عبداللہ البصری سے مزید اس فن کو حاصل کیا۔ پھر ہندوستان واپس آئے اور دارالسلطنت دہلی میں درس حدیث کی مسند بچھائی۔"[2]

۱۱۴۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت مرزا مظہر جانجان شہید (م ۱۱۹۵ھ)

۱۱۱۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ نام شمس الدین بن حبیب اللہ ہے، مظہر تخلص تھا۔ مولانا السید نواب صدیق حسن رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"شیخ شمس الدین علوی المعروف مرزا مظہر جانجان جو امام محمد بن حنفیہؒ کی اولاد میں سے تھے۔ فن حدیث میں حاجی محمد افضل سیالکوٹی کے شاگرد تھے۔ اتباع سنت میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ آپ تشہد میں مسبحہ کے قائل تھے اور نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھتے تھے اور قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔"[3]

مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت مرزا مظہر جانجان کے مقابلہ میں کوئی ایسا بزرگ نظر سے نہیں گزرا

---

[1] القول الجمیل [2] اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں ص ۱۹۸، ص ۲۲۹ [3] ابجد العلوم

جو اُن کی طرح جادۂ شریعت اور طریقت پر اور کتاب و سنت کی پیروی میں
ان کی طرح استوار و مستقیم ہو۔[۱]

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"حضرت مرزا مظہر جانجاں شہید (م ۱۱۹۵ھ)، جنھوں نے ۳۵ سال تک
اپنے انفاسِ قدسیہ سے دلوں کو گرم و منور رکھا اور دار السلطنت دہلی میں
عشق کا زور بازار اپنے عروج پر رہا۔"[۲]

توحید و سنت کی اشاعت اور علمِ حدیث کی ترقی و ترویج میں آپ کی گرانقدر علمی خدمات کا ہر پڑھا لکھا معترف ہے اور آپ کے فیضِ عام کو دیکھ کر ان کے مسترشد مولانا خالد رومی کا فارسی کا یہ شعر بالکل واقعہ کی تصویر ہے ؎

خبر از من دہید آں شانِ خوباں را بہ پنہانی
کہ عالم زندہ شد بارِ دگر از ابرِ نیسانی

آپ کا سنہ وفات ۹۵ ھ ہے۔

امام الہند حکیم الامۃ بقیۃ السلف حجۃ الخلف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(م ۱۱۷۶ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ (۱۰ فروری ۱۷۰۳ء) میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت شاہ عبدالرحیم (م ۱۱۳۱ھ) کے فرزندِ ارجمند تھے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔

جیسا کہ حضرت شاہ صاحب خود لکھتے ہیں:

"وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الظَّاهِرَةُ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ
وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَالْكَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ
مِنْ سَيِّدِي الْوَالِدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ"[۳]

حضرت والد بزرگوار کے علاوہ حضرت شیخ محمد افضل سیالکوٹی (م ۱۱۴۶ھ) حاجی محمد فاضل سندی (م ۱۱۴۵ھ) شیخ ابو طاہر کردی (م ۱۱۴۵ھ) سے جملہ علوم و فنون میں تعلیم

۱۔ کلماتِ طیبات ص ۱۶۴ ۲۔ تاریخ دعوت و عزیمت جلد ۴ ص ۳۶۶ ۳۔ القول الجمیل ص ۱۱۶

حاصل کی جیسا کہ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

" باجازتِ عامہ روایت حدیث از مولانا محمد افضل سیالکوٹی گرفتند وبریں ہم قانع نگردیدہ در مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تشریف بردند تجدید اجازت از ابوطاہر بن ابراہیم کردی المدنی نمودند[1]

۱۷ سال کی عمر میں تکمیلِ تعلیم سے فارغ ہوئے اور اس کے بعد آپ نے مسندِ تدریس سنبھالی۔ صاحبِ "تراجم علمائے حدیث ہند" لکھتے ہیں:

" حضرت حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ نے ظاہری و باطنی تکمیل کے بعد اپنے والد ماجد مولانا شاہ عبدالرحیم کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ میں تدریس شروع کی۔ ہندوستان اور بیرونِ ہند کے طلباء شریکِ درس رہے کہ لوٹنے کے بعد جنہیں کا ایک ایک فرد مسندِ تدریس و افتاء کا مالک بنا۔ ان میں سے ان حضرات کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔

بیہقی وقت علم الہدیٰ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدی، مولانا شاہ رفیع الدین مراد آبادی، مولانا خیر الدین سورتی، مولانا مخدوم لکھنوی ابن حافظ محمد نواز بن مولوی عبدالسمیع بن سید محی الدین المشہدی، مولانا سید جمال الدین رامپوری، مولوی محمد عبداللہ خاں رامپوری، مولوی محمد سعید خاں جد اعلیٰ مولانا نجم الغنی صاحب اخبار الصنادید رامپوری، شیخ جار اللہ بن عبدالرحیم لاہوری ثم المدنی، مولانا محمد معین بن مولانا محمد امین صاحب دراسات اللبیب، مولانا شاہ محمد عاشق پھلتی، سید جمال الدین رامپوری خلیفہ و داماد حضرت سید احمد شہید بریلوی۔[2]

تصانیف:

درس و تدریس کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ صاحب تصنیف و تالیف میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ آپ کی عربی و فارسی تصانیف تقریباً ۷۰ کے قریب ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

---

[1] ازالۃ الخفاء [2] تراجم علمائے حدیث ہند

	عربی	فارسی	میزان
قرآن و متعلقاتِ قرآن	۲	۲	۴
حدیث و متعلقاتِ حدیث	۵	۲	۷
فقہ حدیث و حکمتِ دین	۱	–	۱
کلام	۲	–	۲
اصولِ فقہ	۱	–	۱
اختلاف الفقہاء	۱	–	۱
تصوف	۴	۹	۱۳
سیر و سوانح	–	۳	۳
مکتوبات	۱	۴	۵
صرف	–	۱	۱
قصائد	۱	–	۱
دیوان	۵	۲۲	۲۷
متفرقات	۲۳	۴۳	۶۶

حضرت شاہ صاحب کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ ہے۔ اس کے متعلق حضرت نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں!

"ایں کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما احادیث بسیار دراں (درج) کردہ حکم اسرار بیان نمودہ تا آنکہ در فن ملبوس علیہ واقع شدہ و مثل آں دریں دروازہ صد سال ہجری ہیچ یکے از علمائے عرب و عجم تصنیفے موجود نیامدہ"[1]

اور مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) لکھتے ہیں:

"حجۃ اللہ البالغہ جس میں انہوں (شاہ صاحب) نے شریعت کے حقائق و اسرار بیان کیے ہیں، درحقیقت علمِ کلام کی رُوحِ رواں ہے۔ علمِ کلام درحقیقت اس کا نام ہے کہ مذہب اسلام کی نسبت ثابت کیا جائے کہ وہ منزل من اللہ ہے۔ مذہب دو چیزوں سے مرکب ہے۔ عقائد و احکام، شاہ صاحب کے زمانے تک جس قدر تصنیفات لکھی جا چکی تھیں صرف پہلے حصے کے

۱؎ اتحاف النبلاء ۴۸
۲؎ موجِ کوثر مطبوعہ لاہور فیروز سنز ص ۵۶۷